قربانی احکام و مسائل

تحریر: ابو اُمامہ نوید احمد بشار ۔۔۔۔ مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا اسلام کا عظیم شعار ہے۔ غریب اور مستحق افراد کے ساتھ اظہارِ محبت کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اس دن مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا خوب اظہار کرتے ہیں، قربانی کی روح یہی ہے کہ ہر کوئی دوسرے مسلمان کے دکھ و درد کو اپنا غم سمجھیں، آپس میں بھائی چارہ قائم کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سنت ابراہیم کا احیا ہے، جس سے ہر مومن اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور قرب کا طالب ہے۔ اس کے چند ایک مسائل ذیل میں پیشِ خدمت ہیں:

قربانی کا حکم

قربانی سنت مؤکدہ ہے، اس کے لیے کوئی خاص نصاب مقرر نہیں ہے، البتہ صاحب استطاعت شخص کو حد درجہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور قربان کرے۔ نبی کریم ﷺ دس سال مدینہ منورہ میں رہے، ہر سال قربانی کرتے رہے۔ ایک حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ جو بندہ استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا، اسے عید گاہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (سنن ابن ماجہ:3160)

جانور کی عمر

اس بارے میں درج ذیل مسائل قابل ذکر ہیں

1. اونٹ، گائے اور بکرا ہر صورت میں دوندا ہی ذبح کیا جائے گا۔ البتہ ایک سال کی بکری اور دو سال کی گائے کفایت نہیں کرے گی۔ (صحیح مسلم:1963)
2. اگر بکریوں کی قلت ہو یا انہیں خریدنے کی طاقت نہ ہو تو ایک سال کا بھیڑ کا بچہ ذبح کیا سکتا ہے، جسے عربی زبان میں ''جذعہ'' کہا جاتا ہے۔ (مسند الامام أحمد 368/6)
3. جانور خریدتے وقت اچھی طرح چیک کریں کہ دانت خود گرے ہیں، یا پھر توڑے گئے ہیں، کیونکہ بعض دھوکہ باز اور ظالم لوگ جانور کو دوندا دکھانے کے لیے خود ہی دانت توڑ دیتے ہیں، ایسا جانور ہرگز قربانی کے قابل نہیں ہیں۔

جانور کے عیوب

1. چار عیوب والا جانور قربانی نہیں لگایا جا سکتا ، (1) واضح طور پر کانا، (2) واضح بیمار، (3) نمایاں لنگڑا، (4) ایسا بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔ (سنن أبي داود: 2799)

2. سینگ کا ٹوٹا ہونا اور کان میں سوراخ یا کٹا ہونا کسی صحیح حدیث کی روشنی میں عیب نہیں ہیں۔

3. خصی اور غیر خصی دونوں کی قربانی درست ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 3122)

4. قربانی کے لیے عیوب سے پاک جانور خریدنے کے بعد اگر عیب پیدا ہو جائے تو اسی جانور کی قربانی کی جا سکتی ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'إِنْ كَانَ أَصَابَهَا بَعْدَ مَا اشْتَرَيْتُمُوهَا فَأَمْضُوهَا، وَإِنْ كَانَ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَشْتَرُوهَا فَأَبْدِلُوهَا'

''اگر یہ نقص اور عیب تمہارے جانور خریدنے کے بعد واقع ہوا ہے تو اس کی قربانی کر لو اور اگر یہ نقص اور عیب تمہارے جانور خریدنے سے پہلے موجود تھا تو اس جانور کو تبدیل کر لو (یعنی اس کی قربانی نہ کرو) ''

(السنن الکبریٰ للبیہقی: 9/289، معرفۃ السنن الآثار للبیہقی: 5876، وسندہ صحیح)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اسی طرح مشہور ثقہ امام اور جلیل القدر تابعی ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'إِذَا اشْتَرَى الرَّجُلُ أُضْحِيَتَهُ فَمَرِضَتْ عِنْدَهُ، أَوْ عَرَضَ لَهَا مَرَضٌ فَهِيَ جَائِزَةٌ'

''اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خریدے، پھر اس کے پاس بیمار ہو جائے تو اُس جانور کی قربانی جائز ہے۔''

(مصنف عبدالرزاق: 8161، وسندہ صحیح)

5. اگر کسی شخص نے قربانی کے لیے جانور خریدا، بعد میں اسے ایک دوسرا اچھا اور بہتر جانور پسند آ گیا تو اس صورت میں پہلا جانور بیچ کر دوسرا بہتر جانور خریدنا درست ہے، البتہ اگر کسی شخص نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا، بعد میں اسے بیچ کر کوئی کم قیمت والا جانور خرید لیا اور کچھ پیسے بچا کر اپنے پاس رکھ لیے تو ایسا کرنا درست نہیں۔

شراکت داری

اس بارے میں چار مسائل درج ذیل ہیں:

1. گائے کی قربانی میں سات اور اونٹ کی قربانی میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (سنن الترمذی: 1537)

2 البتہ جس روایت میں اونٹ میں سات آدمی شریک ہونے کا ذکر ہے، اس کا تعلق حج کے ساتھ خاص ہے۔(نیل الاوطار للشوکانی:5/211،عون المعبود:7/361،تحفۃ الاحوذی:5/73)

3 میت کو قربانی میں شریک کرنا درست ہے۔(صحیح مسلم:1987)

4 میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنا کسی صحیح حدیث اور سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔

5 بڑے جانور کے حصوں میں ہر ایک کے لیے مکمل حصہ رکھنا ضروری ہے، ایسا ہرگز درست نہیں ہے کہ دو آدمی مل کر ایک حصے کو رکھ لیں، یا اگر ایک گائے کو دو آدمی مل کر ذبح کرنا چاہتے ہیں تو ایک آدمی کو چار اور دوسرے آدمی کو تین حصے رکھنے ہوں گے، ساتویں حصے کو آدھا کر لینا درست نہیں۔

6 اگر کوئی شخص بڑے جانور کی قربانی کرتا ہے تو اس میں بچوں کے عقیقے شامل نہیں کرسکتا۔

قربانی کا وقت اور ایام

1 قربانی نماز عید کے بعد کرنی چاہیے، البتہ عید سے پہلے کی جانے والی قربانی درست نہیں ہو گی۔(صحیح البخاری:5545،صحیح مسلم:1961)

2 قربانی کی فضیلت والے ایام تین ہیں، البتہ چوتھے دن کی قربانی کا جواز بعض سلف صالحین سے ثابت ہے، لہٰذا اس میں شدت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

3 جان بوجھ کر قربانی کو دوسرے، تیسرے اور چوتھے دن کے لیے مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔

4 بعض الناس چھوٹی اور بڑی دونوں قربانیاں کرتے ہیں تو وہ بڑی قربانی پہلے دن اور چھوٹی قربانی دوسرے دن کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، اس عمل میں جواز تو موجود ہے، مگر مستحسن عمل نہیں ہے، لہٰذا ایک سے زائد قربانیاں کرنے والا شخص پہلے دن کو ہی ترجیح دے۔

5 قربانی کے دنوں میں رات کے وقت بھی قربانی کی جاسکتی ہے، اس کے منع کے لیے کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

ذبح کے مسائل

1 جانور کو خود ذبح کرنا مسنون اور بہتر عمل ہے۔(صحیح البخاری:5554،صحیح مسلم:1966)

2 کسی دوسرے شخص سے ذبح کروانا جائز عمل ہے۔(صحیح البخاری:5559)

3 مسلمان عورت اپنی قربانی خود ذبح کر سکتی ہے۔(صحیح البخاری:5504)

4 غیر مسلم سے قربانی ذبح نہ کروائی جائے،البتہ اگر وہ بہ طور قصائی گوشت بنادے تو کوئی حرج نہیں۔

5 ذبح کے لیے اگر قصائی کا انتظام کیا جائے تو اسے الگ سے رقم دی جائے،اس ضمن میں کھال اور گوشت دینا درست نہیں۔

6 اچھے طریقے سے ذبح کیا جائے،چھری وغیرہ کو خوب تیز کر لیا جائے،بار بار ہتھیار دکھا کر جانور کو اذیت نہ دی جائے،اسی طرح کسی اناڑی آدمی سے ذبح نہ کروایا جائے۔

7 ذبح کرتے وقت صرف ''بسم اللہ واللہ اکبر'' ہی پڑھا جائے، نیز 'اللهم تقبل منی و أهلی' کے الفاظ پڑھے جاسکتے ہیں،البتہ اس کے علاوہ لمبی چوڑی دعائیں پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

8 جو آدمی ذبح کرے گا،تکبیر کے الفاظ بھی وہی پڑھے گا،کوئی دوسرا یہ کام نہیں کرے گا،جس آدمی تکبیر کے الفاظ بھی نہیں آتے،وہ ذبح کا حق نہیں رکھتا۔

9 اگر کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کی جائے تو بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنے کے بعد' اللهم تقبل من فلاں'(فلاں کی جگہ اس آدمی کا نام لیا جائے،جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے)کے الفاظ پڑھے جائیں۔

10 اونٹ کو ذبح کے بجائے نحر کیا جاتا ہے،لہٰذا نحر کرنے کے بعد الگ سے گردن کاٹ کر تکبیر پڑھنا درست نہیں اور نہ ہی اس کی گردن کو سات جگہ سے کاٹنا مسنون عمل ہے۔

11 اونٹ کو نحر کرتے وقت اس کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔(سنن أبی داود:1764)

12 اونٹ کو بٹھا کر نحر کرنا سنت کے خلاف عمل ہے۔(صحیح البخاری:1713،صحیح مسلم:358)

13 اگر کسی مادہ جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے بچہ نکل آئے تو اس سے قربانی اثر انداز نہیں ہوگی،البتہ دودھ والے جانور کو ذبح کرنا ناپسندیدہ عمل ہے۔(صحیح ابن حبان:2559)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

1 قربانی کا سارا گوشت ذخیرہ کر لینا جائز ہے،البتہ یہ اسلام کی منشا کے خلاف ہے۔(صحیح مسلم:1971)

2 قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا کوئی ضروری اور مسنون عمل نہیں ہے،البتہ اگر کوئی شخص اسے

مسنون عمل سمجھے بغیر تین حصے کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

3 بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اپنی قربانی کا گوشت کھانا ضروری ہے، مگر یہ بات دلیل کی محتاج ہے۔

4 گوشت کی تقسیم کے حوالے سے ہمارے ہاں ایک انتہائی غلط رسم چل پڑی ہے کہ رشتہ دار اور دوست و احباب آپس میں ایک دوسرے کے گھر گوشت بھیج دیتے ہیں، جس سے غریب اور مستحق لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

5 قصائی کو اجرت کے ضمن میں گوشت دینا جائز نہیں، البتہ اگر وہ مسکین اور حق دار ہو تو اس صورت میں دیا جاسکتا ہے۔ (صحیح البخاری:1717، صحیح مسلم:349)

6 غیر مسلموں کو قربانی کا گوشت دینا درست نہیں، کیوں کہ یہ مسکین مسلمانوں کا حق ہے، البتہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت پیش کر رہا ہے یا کرنا چاہتا ہے، تو تالیف قلب کے لیے اس نیت سے گوشت دیا جاسکتا ہے کہ اس کے دل میں اسلام کی محبت بیٹھ جائے اور یہ اس بات کو جان لے کہ اسلام لوگوں سے حسن سلوک اور دکھی انسانوں کی خدمت کو عظیم عبادت قرار دیتا ہے۔

7 کوشش کریں کہ اپنے محلے کے غریب اور حق دار لوگوں کے گھر خود گوشت دے کر آئیں، اس سے آپس میں محبت بڑھے گی، البتہ اپنے گھر مساکین کو بلا کر ذلیل کرنا ہرگز مستحسن عمل نہیں ہے۔

8 قربانی کے گوشت کو بہ طور دوا اور کسی دوسرے استعمال میں لا کر بیچنا درست نہیں۔

ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر بال اور ناخن نہ کاٹنا

1 ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر قربانی کرنے والا شخص جسم کے کسی حصے سے بال نہ کاٹے اور نہ ہی ناخن تراشے، اسی طرح کسی آلہ سے انہیں رگڑنا بھی درست نہیں، یہاں تک کہ اپنی قربانی کرلے۔ (صحیح مسلم:41)

2 بال نہ کاٹنے اور ناخن نہ تراشنے کی پابندی صرف گھر کے اس سرپرست کے لیے ہے، جس کی طرف قربانی ہو رہی ہے، البتہ باقی گھر والے صرف اس میں شریک ہوتے ہیں۔

3 جو لوگ قربانی نہیں کر رہے، وہ بھی اگر ذوالحجہ کا چاند نکلنے سے لے کر عید کی نماز پڑھنے کے بعد تک بال اور ناخن نہیں کاٹتے تو انہیں بھی اللہ تعالیٰ قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'أُمِرتُ بِيَوْمِ الْأَضحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ .قَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أُضحِيَّةً أُنثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أُضحِيَّتِكَ عِندَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ'

''مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بہ طور عید مناؤں، جسے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے خاص کیا ہے، اسی دوران ایک آدمی نے عرض کیا: آپ اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں کہ اگر مجھے دودھ والے جانور کے علاوہ کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بل کہ اپنے بال کاٹ لو، ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیر ناف بالوں کی صفائی کرلو، اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی شمار ہوگی''

(سنن أبی داود: 2789، سنن النسائی: 4370، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (1043) اور امام حاکم رحمہ اللہ (223/4) نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، بعض الناس کا اس روایت کو ضعیف سمجھنا صحیح نہیں۔

4. کسی شخص کو زخم آ جائے، اس صورت میں اگر ٹانکے کے لیے لگانے کے لیے سر یا جسم کے کسی حصے سے بال کاٹنے پڑ جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

5. اگر کسی شخص نے بھول کر یا عمداً بال اور ناخن کاٹ لیے تو اس سے اس کی قربانی میں کوئی حرج واقع نہیں ہوگا، نہ ہی جان بوجھ کر ایسا کام پر کوئی کفارہ ہے، البتہ ایسے شخص کو توبہ واستغفار ضرور کرنی چاہیے۔

بھینس کی قربانی

بھینس کی قربانی بالکل جائز ہے، یہ گائے کی ایک قسم ہے، جس پر اہل لغت کا اتفاق ہے، بعض لوگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ گائے کی ایک قسم ہے، مگر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے اس کی قربانی کرنا ثابت نہیں، لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے، اس اعتراض کا آسان سا جواب یہی ہے کہ گائے کی جن نسلوں کی آج اُمت مسلمہ قربانی کر رہی ہے، مثلاً: کیا افریقی، آسٹریلوی اور ولایتی وغیرہ سب نسلوں کی قربانی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے؟ نیز کیا کہیں یہ ذکر ملتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گائے کی کونسی نسل ذبح کی تھی؟ لہٰذا جب گائے

کی سب نسلیں قربانی کے لیے درست ہیں تو بھینس کا آخر کیا قصور ہے کہ گائے کی اس نسل کو قربانی کے لیے جائز نہیں سمجھا جاتا، یہ مسئلہ کچھ ہی سالوں سے مختلف فیہ بنا ہے، البتہ سلف صالحین بھینس کی قربانی کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں کرتے۔

1. امام اہل سنت، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بھینس کی قربانی میں سات حصے ہو سکتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: 'لا أعرف خلاف هذا'' میرے علم کے مطابق اس میں کوئی اختلاف نہیں'' (مسائل الإمام أحمد و إسحاق برواية الكوسج، رقم المسئلة2865)
2. امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی یہی رائے رکھتے ہیں۔ (حوالہ سابق)
3. علامہ منصور بن یونس ابن حسن بن ادلیس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ (1051ھ) نے بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے۔ (كشاف القناع عن متن الإقناع:533/2)
4. مشہور عرب عالم علامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ (1347-1421ھ) نے بھی بھینس کی قربانی جائز قرار دی ہے۔ (مجموع فتاوی و رسائل لابن العثيمين25/34)
5. مشہور شامی فقیہ، ڈاکٹر وہبہ بن مصطفیٰ زحیلی بھی بھینس کی قربانی کو جائز سمجھتے ہیں۔ (الفقه الإسلامی و إدلته:259/4)
6. شیخ الحدیث، مولانا رفیق اثری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

'' یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس ذبح کی جا سکتی ہے یا نہیں، سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا، چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے، جبکہ ایسے مسئلہ میں شدت پیدا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں'' (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ، از نعیم الحق ملتانی، ص:19)

قرض لے کر قربانی کا جانور خریدنا

اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں:

1. اگر کسی آدمی کے وقتی طور پر حالات اچھے نہیں ہیں، اسے اس بات کا بہ خوبی اندازہ ہے کہ میں اپنا قرض آسانی سے چکا سکتا ہوں، جیسا کہ بعض آدمی ایسے حالات میں عید کی شاپنگ کے لیے قرض لے لیتے ہیں تو ایسی صورت میں قرض لے کر قربانی کرنا درست اور جائز بل کہ قابلِ تحسین عمل ہے۔

② اگر کوئی غریب آدمی ہے، اس کے ایسے کوئی ذرائع نہیں ہیں، جن کی بہ دولت وہ آسانی سے اپنا قرض ادا کر سکتا ہے اور بڑی مشکل سے اپنے بچوں کا پیٹ بھر رہا ہے تو ایسی صورت میں قرض لے قربانی نہیں کرنی چاہئے، کیوں بعد میں قرض نہ ادا کرنے کی صورت میں فتنے وفساد کا اندیشہ ہے۔

قربانی یا خدمتِ انسانیت

بعض ناعاقبت اندیش حضرات یہ بات کرتے ہیں کہ قربانی کرنے کے بجائے کسی غریب کی مدد کر دینا زیادہ درست عمل ہے، بعض دو قدم مزید آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر مسلمانوں کا کثیر تعداد میں جانور ذبح کرنا محض پیسوں کا ضیاع ہے، کچھ عقل کے دشمن یہ کہتے بھی سنائی دیتے ہیں کہ ایک دن اتنی تعداد میں جانور ذبح کرنا اُن کے ساتھ ظلم ہے۔ ان سب باتوں کے متعلق ہماری گزارشات یہ ہیں:

① مہنگی گاڑی خریدتے وقت، عالی شان گھر بناتے وقت، شادی و بیاہ کی بے جا رسموں پر فضول خرچی کرتے وقت، موسیقی اور دوسری غیر شرعی محفلوں پر پیسے لوٹاتے وقت اور سرکاری تقریبات پر بیش بہا رقم خرچ وقت کوئی سیکولر ذہن رکھنے والا کم عقل کیوں نہیں سوچتا کہ اگر یہ پیسا بچا کر خدمت انسانیت پر خرچ کر دیا جائے، غریبوں پر لگا دیا جائے اور تعلیمی ادارے بنا لیے جائیں تو کتنا ہی اچھا ہوتا؟؟؟، سوال یہ بھی ہے کہ اسلامی شعار اور ارکان کی ادائیگی کے وقت ہی کیوں بعض الناس پر خدمت انسانیت کا بھوت سوار ہو جاتا ہے؟ یاد رہے کہ قربانی دراصل خدمت انسانیت ہی کی اعلیٰ ترین مثال ہے، مساوات کا باکمال درس ہے، ایک دوسرے کے ساتھ اظہار محبت کا بہترین طریقہ ہے، کتنے ہی غریب ایسے ہیں کہ جن کے گھر قربانی کی وجہ سے گوشت پکتا ہے جس سے غریب بچوں کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

② دوسری بات یہ ہے کہ جو مسلمان حج اور قربانی پر پیسا خرچ کرتے ہیں، ضروری طور پر وہ زکوٰۃ اور صدقات وخیرات کی مد میں غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں، اس کے مقابلے میں جو سیکولر لوگ اپنی عقل کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں وہ فرض زکوٰۃ دینے سے بھی کنی کتراتے ہیں۔

③ دراصل یہ بعض لوگوں کی حیلہ سازیاں ہیں، خدمت انسانیت کی آڑ میں اسلامی شعار کو مٹانا مقصود ہے، یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جس طرح مسلمان اپنی تہذیب اور ثقافت بھول چکے ہیں۔ اسلامی تعلیمات سے بالکل کورے ہو چکے ہیں، اسی طرح اُن بعض شعار اور ارکان کو بھی ختم کر دیا جائے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق اور پہچان کی دیوار بنے ہوئے ہیں۔